آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تعلیم وتربیت اور اس کے انقلابی اثرات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

محسن انسانیت، سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم اور مثالی معلم بن کر تشریف لائے تھے۔ ایسے معلم جن کی تعلیم وتربیت نے صرف تئیس سال کی مختصر مدت میں نہ صرف پورے جزیرہ عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی، بلکہ پوری دنیا کے لئے رشد وہدایت کی وہ ابدی قندیلیں بھی روشن کردیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کو عدل وانصاف، امن وسکون اور عافیت واطمینان کی راہ دکھاتی رہیں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تئیس سال کی مختصر سی مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اس کی برق رفتاری اور اس کے ہمہ گیر اثرات نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کردیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے سخت مخالف رہے ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت ہی کا حیرت انگیز کرشمہ تھا کہ تئیس سال کی مختصر مدت میں صحرائے عرب کے جو وحشی علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن سے بالکل کورے تھے وہ پوری دنیا میں علم وحکمت اور تہذیب وشائستگی کے چراغ روشن کرتے ہیں، جو لوگ کل تک ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے وہ آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں، جہاں ہر طرف قتل وغارت گری کی آگ بھڑک رہی تھی، وہاں امن وآشتی کے گلاب کھل اٹھتے ہیں، جہاں ظلم وبربریت کا دور دورہ تھا، وہاں عدل وانصاف کی شمعیں روشن ہوجاتی ہیں، جہاں پتھر کے بتوں کو سجدے کئے جاتے تھے، وہاں توحید کا پرچم لہرانے لگتا ہے اور بالآخر عرب کے ہی صحرانشین جو اپنی جہالت کی وجہ سے دنیا بھر میں ذلیل وخوار تھے، ایران وروم کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن جاتے ہیں اور ساری دنیا ان کے عدل وانصاف اور ان کی شرافت نفس کے گن گانے پر مجبور ہوجاتی ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا جو سو فیصد نتیجہ دنیا نے دیکھا ہے، تاریخ انسانیت کے کسی اور معلم کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آج کی اس مختصر سی نشست میں ہم اسی بات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کی وہ کیا بنیادی خصوصیات تھیں جنہوں نے دنیا بھر میں یہ حیرت انگیز انقلاب برپا کردیا۔

موضوع تو بڑا طویل اور تفصیل کا محتاج ہے، مختصر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تعلیم وتربیت کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے، لیکن میں یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کی صرف ان خصوصیات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اپنی محدود بصیرت اور مطالعے کی حد تک مجھے سب سے زیادہ بنیادی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی خصوصیت:......ان میں سے پہلی خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت، دلسوزی وخیرخواہی اور رحم دلی ونرمی ہے، چنانچہ خود قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا ذکر فرما کر اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد پاک ہے:

﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ ''پس یہ اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کے لئے نرم خو ہوگئے اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے۔''

جس شخص نے بھی سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کبھی ایک لمحے کے لئے انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غضب ناک ہونے کے بجائے ان پر ترس کھاتے تھے کہ یہ لوگ کیسی سنگین گمراہی میں مبتلا ہیں اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حق بات ان کے دل میں اتر جائے اور یہ ہدایت کے راستے پر آجائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے معلم نہ تھے کہ محض کوئی کتاب پڑھا کر یا درس دے کر فارغ ہو بیٹھتے ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ میں نے اپنا فریضہ ادا کردیا، اس کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زیر تربیت افراد کی زندگی کے ایک ایک شعبے میں داخل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہر دکھ درد میں شریک اور ہر لمحے ان کی فلاح وبہبود کے لئے فکرمند رہتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی وصف کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ﴿لقد جآء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم﴾ ''بلاشبہ تمہارے پاس تمہی میں سے ایک

ایسا رسول آیا ہے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے اور جو تمہاری بھلائی کا بے حد حریص ہے اور مسلمانوں پر بے حد شفیق اور مہربان ہے۔"

علامہ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد" میں مسند احمد اور معجم طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "ایک مرتبہ ایک نوجوان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آکر عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔" ذرا تصور تو کیجئے کہ کیا فرمائش کی جارہی ہے، ایک ایسے گھناؤنے گناہ کو حلال قرار دینے کی فرمائش جس کی قباحت وشناعت پر دنیا بھر کے مذاہب وادیان متفق ہیں اور یہ فرمائش کس سے کی جارہی ہے؟ اس برگزیدہ ہستی سے جس کی عصمت وعفت کے آگے فرشتوں کا بھی سر جھک جاتا ہے، کوئی اور ہوتا تو اس نوجوان کو مار پیٹ کر یا کم از کم ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکلوا دیتا، لیکن یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا کام برائی پر خفگی کا اظہار کرکے پورا نہیں ہوجاتا تھا، بلکہ جو اس برائی کے علاج کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس نوجوان کے خلاف بغض وغضب کے بجائے ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراض ہونے کے بجائے اسے پیار کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ اپنے قریب بٹھایا، اس کے کندھے پر مشفقانہ ہاتھ رکھا اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا: "اچھا یہ بتاؤ کہ جو عمل تم کسی اجنبی خاتون کے ساتھ کرنا چاہتے ہو، اگر کوئی دوسرا شخص تمہاری ماں کے ساتھ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو گوارا کروگے؟" نوجوان کے ذہن وفکر کے بند دریچے ایک ایک کرکے کھلنے لگے، اس نے کہا: "نہیں یا رسول اللہ!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے یہ بات پسند نہیں کرتے"۔ اچھا یہ بتاؤ کہ "اگر کوئی شخص تمہاری بہن کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو کیا تم اس کو گوارا کرلوگے؟" نوجوان نے عرض کیا: "نہیں یا رسول اللہ!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو بات تمہیں اپنی بہن کے لئے گوارا نہیں، دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ اسے پسند نہیں کرتے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اس نوجوان کو مثالیں دے دے کر سمجھاتے رہے اور آخر میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی فرمائی: "اللھم اغفر ذنبہ وطھر قلبہ وحصن فرجہ" "یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرمادیجئے اور اس کے قلب کو پاک کردیجئے اور اس کی شرم گاہ کو عفت عطا فرمائیے" یہاں تک کہ جب وہ مجلس سے اٹھا تو اس گھناؤنے عمل سے ہمیشہ کے لئے تائب ہوچکا تھا"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان پر غیظ وغضب کا اظہار کرکے اپنے مشتعل جذبات کی تسکین کرسکتے تھے، لیکن اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نوجوان کی زندگی تباہ ہوتی نظر آرہی تھی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم خوئی، حکمت اور تدبر وتحمل کا عمل تھا کہ وہ نوجوان ہلاکت کے گڑھے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا، کاش کہ آج کے معلمین، اساتذہ،

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل پیرا ہو سکیں تو آج انہیں اپنے جوانوں کی بے راہ روی کی شکایت نہ رہے۔

دوسری خصوصیت:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تعلیم و تربیت کی دوسری اہم خصوصیت جسے میں اہمیت کے ساتھ اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جو احقر کی نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کی سب سے زیادہ موثر مثال، وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو جس جس بات کی تعلیم دی، اس کا بذات خود عملی نمونہ بن کر دکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ ونصائح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت صرف دوسروں کے لئے نہ تھی، بلکہ سب سے پہلے اپنی ذات کے لئے تھی، اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت وسہولت عطا فرمائی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رخصت وسہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو دوسرے تمام مسلمانوں کی طرح رہنا پسند فرمایا۔

تیسری خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کی تلقین فرمائی۔ تو خود اپنا عالم یہ تھا کہ دوسرے اگر پانچ وقت نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وقت نماز ادا فرماتے تھے، جس میں چاشت، اشراق اور تہجد کی نمازیں تھیں، تہجد کی نماز عام مسلمانوں کے لئے واجب نہ تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی اور تہجد بھی ایسی کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف نہیں فرمادیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا ہے، لیکن کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو نماز باجماعت کی تعلیم دی تو خود یہ عمل کر کے دکھایا کہ ساری زندگی نماز کی جو پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے، عین مرض وفات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑا، بلکہ دو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کندھے کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

چوتھی خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ عام مسلمان اگر فرض روزے رکھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ تھا، عام مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ صبح کو روزہ رکھیں اور شام کو افطار کرلیا کریں، لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز مسلسل اس طرح روزے رکھتے تھے کہ رات کے وقت میں بھی کوئی غذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں نہیں جاتی تھی۔

پانچویں خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تاکید فرمائی، تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں اس کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ عام مسلمانوں کو اپنے مال کا چالیسواں حصہ فریضے کے طور پر دینے کا حکم تھا اور اس سے زیادہ حسب توفیق خرچ کرنے کی تلقین کی جاتی تھی، لیکن

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ اپنی فوری ضرورت کو نہایت سادہ طریقے سے پورا کرنے کے بعد اپنی ساری آمدنی ضرورت مند افراد میں تقسیم فرما دیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تک گوارا نہ تھا کہ وقتی ضرورت سے زائد ایک دینار بھی گھر میں باقی رہے۔

ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد خلاف معمول فوراً گھر میں تشریف لے گئے اور جلد ہی باہر واپس آئے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ''مجھے نماز میں یاد آیا کہ سونے کا ایک چھوٹا سا ٹکرا گھر میں پڑا رہ گیا ہے، مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات کو غریب سو جائیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پڑا رہ جائے''۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تشریف لائے، میں نے وجہ دریافت کی (کہ آج کیسے؟) تو فرمایا: ''ام سلمہ! کل جو سات دینار آئے تھے، شام ہوگئی وہ بستر پر پڑے رہ گئے''۔

حد یہ ہے کہ مرض وفات کی حالت میں جب کہ بیماری کی تکلیف نے سخت بے چین کیا ہوا تھا، جب یاد آیا ہے کہ کچھ اشرفیاں گھر میں پڑی ہیں، فوراً حکم دیتے ہیں کہ ''انہیں خیرات کردو، کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے اس طرح ملاقات کریں کہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں۔''

عام مسلمانوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ تھی کہ جوش میں آکر اپنی ساری پونجی خیرات کر دینا مناسب نہیں، بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق مال اپنے پاس رکھ کر باقی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، لیکن مسلمانوں کو اس تعلیم کا عادی بنانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کا یہ نمونہ پیش فرمایا کہ گھر میں کوئی نقدی باقی نہ چھوڑی، تاکہ لوگ اس مثالی طرز عمل کو دیکھ کر کم سے کم اس حد تک آسکیں جو اسلام کو عام مسلمانوں سے مطلوب ہے۔

چنانچہ انسانیت کے اس معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہوا کہ:

﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ ''تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس آیت پر عمل کرنے کے لئے مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ فرمایا وہ تاریخ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی پسندیدہ ترین اشیاء خیرات کردیں اور اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جنہیں وہ سال ہا سال سے حرز جان بنائے ہوئے تھے۔

چھٹی خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیرووں کو زہد و قناعت کی تعلیم دی تو خود اپنی زندگی میں اس کا عملی نمونہ کر کے دکھایا، غزوۂ احزاب کے موقع پر جب بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے بھوک کی شدت کی شکایت کی اور اپنا پیٹ کھول کر دکھایا، کہا کہ اس پر پتھر بندھا ہوا ہے تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اپنا بطن مبارک کھول کر دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

ساتویں خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دی تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا کہ اگر دوسرے مسلمان عام سپاہی کی حیثیت میں مدینہ طیبہ کے دفاع میں خندق کھودنے کی مشقت برداشت کرے تو ان کا آقا اور امیر (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف قیادت و نگرانی کا فریضہ انجام نہیں دے رہا تھا، بلکہ یہ بھی نفس نفیس ان کو لے کر خندق کھودنے میں شریک تھا اور زمین کا جتنا ٹکڑا ایک عام سپاہی کو کھودنے کے لئے دیا گیا ہے اس سے زیادہ ٹکڑا اس نے اپنے ذمے لیا تھا۔

آٹھویں خصوصیت:...... ایثار کی تعلیم ہر معلم اخلاق نے دی ہے، لیکن عموماً یہ تعلیم معلم کے الفاظ اور فلسفے سے آگے نہیں بڑھی، اس کے برخلاف انسانیت کے اس معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ایثار کے الفاظ کم استعمال کئے اور عمل سے اس کی تعلیم زیادہ دی۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحب زادی ہیں اور مرتبے کے لحاظ سے صرف عرب کی نہیں بلکہ دونوں جہان کی قابل احترام شہزادی ہیں، لیکن چکی پیتے پیتے ان کی ہتھیلیاں گل گئی ہیں، وہ آکر درخواست کرتی ہیں کہ مجھے کوئی خادمہ دلوادی جائے لیکن مشفق باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جواب یہ ملا کہ ''فاطمہ! ابھی صفہ کے غریبوں کا انتظام نہیں ہوا، اس لئے تمہاری خواہش پر عمل ممکن نہیں۔''

نویں خصوصیت:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا درس دیا تو خود اس پر عمل پیرا ہو کر دکھلایا، ایک مرتبہ کسی شخص کا کچھ قرضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا، اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا مطالبہ کیا اور غصہ دلانے کے لئے کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے، ساری دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقوق العباد کی ادائیگی کا کس قدر اہتمام تھا اور آپ صلی اللہ علہ وسلم اس شخص کے مطالبے کے بغیر ہی اس کا قرض ضرور چکاتے، اس لئے اس شخص کے پاس اس کا کوئی جواز نہ تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس شخص کا یہ گستاخانہ انداز دیکھا تو اسے اس گستاخی کا مزا چکھانا چاہا، لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تمام تر اشتعال انگیز اور تکلیف دہ رویے کو دیکھنے کے باوجود صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرماتے ہیں:

"دعوہ ؛ فإن لصاحب الحق مقالاً "......''اسے رہنے دو، وہ صاحب حق ہے، اور صاحب حق کو بات کہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔''

دسویں خصوصیت:...... عفو و درگزر کا جو معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا، وہ تو ساری دنیا کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے ظلم و ستم کا کوئی طریقہ

نہیں چھوڑا تھا، انہی لوگوں پر فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان عام فرمادیا:

" لاتثرب علیکم الیوم، اذھبوا فانتم الطلقاء "......" آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تعلیم وتربیت، جس نے دشمنوں تک کے دل جیتے اور جس نے ایک وحشی قوم کو تہذیب کے بام عروج تک پہنچایا، اس کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تعلیم محض ایک فکر اور فلسفہ نہیں تھی جسے الفاظ کا خول چڑھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کردیا، بلکہ وہ ایک متواتر اور پیہم عمل سے ثابت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی ہر ہر ادا مجسم تعلیم تھی، چنانچہ اگر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا استقراء کرکے دیکھا جائے تو اس میں قولی احادیث کی تعداد کم ہے اور عملی احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ علامہ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اب تک احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے جامع ذخیرہ سمجھی جاتی ہے، اس کتاب میں علامہ مصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ہر باب کے تحت قولی احادیث اور فعلی احادیث کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ اگر اس کتاب ہی کا جائزہ لے لیا جائے تو بیشتر عنوانات کے تحت قولی احادیث کا حصہ مختصر اور فعلی احادیث کا حصہ زیادہ طویل نظر آتا ہے، جس سے یہ حقیقت ثابت ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے روئے زمین پر جو حسین ودلکش انقلاب برپا فرمایا، اس میں زبانی تعلیم کا حصہ کم عملی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔

آج اگر ہمیں اساتذہ کی تعلیم، واعظوں کے وعظ اور خطیبوں کی تقریریں نتائج کے اعتبار سے بے جان اور معاشرہ کے عظیم کام کیلئے بے اثر نظر آتی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے معلموں، واعظوں اور اسلافوں کے پاس صرف دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفے تو ضرور ہیں لیکن ہماری عملی زندگی ان دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفوں سے متضاد ہے اور ایسی تعلیم و تربیت نہ صرف یہ کہ کوئی مفید اثر نہیں چھوڑتی، بلکہ بسا اوقات اس کا الٹا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب شدید ذہنی کشمکش اور فکری انتشار کا شکار ہوکر رہ جاتا ہے، استاد کا بیان کیا ہوا زبانی فلسفہ اور مقرر کی شعلہ بیان تقریریں ایک محدود وقت کے لئے انسانوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کرلیتی ہیں، لیکن جب تک اس کے ساتھ عملی نمونہ، نہ ہو تو ان تقریروں سے صرف کان متاثر ہوتے ہیں اور بہت زیادہ ہوا تو عقل ان کی صحت کو تسلیم کرلیتی ہے لیکن دلوں ک متاثر کرنے اور زندگی کی کایا پلٹنے کا عظیم کام اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک معلم کی تعلیم اور واعظ کا وعظ خود اس کی اپنی زندگی میں مکمل طور پر رچا بسا ہوا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معلموں اور واعظوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس راز کو سمجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی صحیح معنی میں پیروی کرسکیں۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

☆......☆......☆